قرآن کا اجتماعی مطالعہ

بنیادی اصول اور تقاضے

خرم مرادؒ

فہم قرآن کی جستجو میں ضروری ہے کہ آپ حق کے متلاشی دوسرے افراد کے ہمراہ شریک سفر بن جائیں۔ یہ تو ضروری ہے کہ آپ انفرادی طریقے پر قرآن مجید کا مطالعہ کرتے رہیں، لیکن جب آپ قرآن کے مفہوم اور مطالب کی تلاش اور جستجو کرنے والے دوسرے اہل ایمان کے ساتھ مل کر اجتماعی مطالعہ کرتے ہیں، تو آپ کے استفادے کے ثمرات دگنا ہو جاتے ہیں۔ اجتماعی مطالعے میں دل و دماغ کی قوت اخذ بڑھ جاتی ہے اور وہ زیادہ صحیح طریقے سے مفہوم اور مطالب کو اپنی گرفت میں لے آتے ہیں۔ جس طرح باہمی رفاقت میں آپ قرآن کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح باہمی رفاقت میں قرآن کے تقاضے پورے کرنے کا مرحلہ بھی آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ اس طرح عمل پیرا ہونے اور تقاضے پورے کرنے سے آپ قرآن کی برکتوں سے پوری طرح مستفید ہو سکتے ہیں اور فہم قرآن کے دروازے بھی زیادہ کھل جاتے ہیں۔

قرآن کا تخاطب خصوصیت کے ساتھ جماعت سے ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول وحی کے ساتھ ہی ایک ایسی جماعت قائم کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی جس کا مرکز اور محور قرآن ہو۔ ساری زندگی اور زندگی کا ہر لمحہ آپؐ نے اس مقصد کے لیے صرف کر دیا۔ اقراء کے حکم کے ساتھ ہی قُمْ فَاَنْذِرْ (اٹھو اور ڈراؤ) کا حکم بھی نازل ہوا۔ اسی طرح جہاں یہ حکم نازل ہوا: اے نبیؐ، تمھارے رب کی کتاب میں سے جو کچھ تم پر وحی کیا گیا ہے، اس کی تلاوت کرو (پڑھو اور پھیلاؤ) (الکہف ۱۸:۲۷)، تو اس کے متصل ہی دوسری آیت میں یہ حکم نازل ہوا: اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اسے پکارتے ہیں، اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو۔ (الکہف ۱۸:۲۸)۔

قرآن کی یہ آیات واضح اور مؤثر انداز میں قرآن کی تلاوت اور ایک متحد و مربوط گروہ (معاشرہ) قائم

کرنے کے درمیان ربط قائم کر رہی ہیں۔

کوئی نماز بغیر قرآن پڑھے مکمل نہیں ہوتی' اور کوئی نماز بلاعذر شرعی بغیر جماعت کے ادا نہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ نماز میں قرآن مجید کے پڑھنے کا کیا فائدہ' جب اس کو نہ سنا جائے' نہ سمجھا جائے اور نہ ہی اس پر غور کیا جائے؟ ظاہر ہے کہ باجماعت نماز میں تلاوت قرآن اجتماعی فہم قرآن کا موقع ہے' اور اس طرح قرآن فہمی کا مقصد دن میں پانچ مرتبہ اجتماعی طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے۔

قرآن کی دعوت کو سارے انسانوں تک پہنچانے کا تقاضا بھی یہی مطالبہ کرتا ہے کہ قرآن کو اجتماعی طور پر پڑھا جائے اور سمجھا جائے۔ لفظ "تلاوت" جب حرف "علیٰ" کے ساتھ بولا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے: سنانا' پہنچانا' نشر کرنا' اشاعت کرنا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا نبوت کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے اور اسی لیے امت مسلمہ کے مقاصد میں بھی شامل ہے۔

اسی طرح قرآن مجید بالواسطہ یہ ہدایت دیتا ہے کہ اس کو گھروں اور خاندانوں میں پڑھا جائے (نبیؐ کی بیویو! یاد رکھو: اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمھارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔ احزاب ۳۳:۳۴)۔

جو لوگ اس لیے جمع ہوتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کریں اور اس کا مطالعہ کریں' وہ مبارک ہیں۔ ان پر اللہ کے فرشتے اللہ کی رحمت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

> جب کبھی لوگ اللہ کے گھروں میں جمع ہوتے ہیں' قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اس کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر پڑھنے اور پڑھانے کے لیے' ان پر برکت نازل ہوتی ہے' رحمت ان کو گھیرے میں لے لیتی ہے' فرشتے ان پر سایہ کرتے ہیں اور اللہ اپنی محفل میں ان کا ذکر کرتا ہے (مسلم)۔

اس لیے قرآن کو تنہا پڑھ کر مطمئن نہ ہونا چاہیے بلکہ دوسرے متلاشیان حق کو جمع کر کے اجتماعی طور پر یہ کام انجام دینا چاہیے۔

اجتماعی مطالعے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں:

۱۔ جب ایک مختصر سا گروہ ایک جگہ جمع ہو کر اس طرح قرآن کا مطالعہ کرتا ہے کہ ہر شریک اس مطالعے میں سرگرمی سے حصہ لے' خواہ عالم ہو یا نہ ہو۔ ایک فرد بہرحال زیادہ علم والا ہونا مفید ہے جو ان کی رہنمائی کرے۔ اس کو ہم حلقہ کہیں گے۔

۲۔ جب ایک چھوٹا یا بڑا گروہ ایک جگہ جمع ہوتا ہے اور کسی عالم کا درس سنتا ہے (اس میں سامعین صرف سوالات کر سکتے ہیں)' اس کو ہم درس کہیں گے۔

تاہم یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ حلقہ کس طرح چلایا جاتا ہے' اور درس کی تیاری کس طرح کی جاتی

ہے۔ یہاں ہم صرف عملی ہدایات پر گفتگو کریں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس کام کے لیے نہ کوئی معین معیار ہو سکتا ہے اور نہ ہی کوئی معین طریقہ کار۔ مختلف افراد اپنا خاص انداز اور خاص طریقہ کار اختیار کر سکتے ہیں۔ درج ذیل ہدایات دراصل اشارات ہیں جن کو مخصوص حالات اور اپنی استعداد کے مطابق اختیار کیا جا سکتا ہے۔

چار بنیادی ضابطے

اجتماعی مطالعے کے لیے چار بنیادی ضابطے ضروری ہیں:

۱۔ حلقہ میں شرکت یا درس کی ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لیے پوری طرح تیاری کرنا چاہیے۔ سرسری نظر ڈال لینے سے تیاری نہیں ہوتی۔ تیاری کرنے کو آخری لمحے تک موخر کرتے چلے جانا بھی درست نہیں۔ یہ غلط فہمی نہیں ہونا چاہیے کہ ایک نظر ڈالنے سے سب کچھ یاد آجائے گا۔ قرآن کے متعلق کوئی بات بغیر غور و فکر کے زبان سے نہیں نکالنا چاہیے۔ زیادہ مناسب طریقہ یہ ہے کہ اس سلسلے میں آپ نے جو مطالعہ کیا ہے اور آپ جو کہنا چاہتے ہیں' اس کو نوٹ کر لیں۔

۲۔ آپ خواہ مبتدی ہوں یا صاحب علم' آپ درس دے رہے ہوں یا حلقہ میں شرکت کر رہے ہوں' بہرکیف آپ اپنے طور پر ان حصوں کا مطالعہ ضرور کریں جو حلقہ یا درس کا موضوع ہوں۔

۳۔ ہمیشہ اپنی نیت خالص رکھیے۔ یعنی یہ کہ مقصد قرآن کو سمجھنا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے' اور یہ سب اس لیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

۴۔ اجتماعی مطالعہ تفریح کے لیے' یا علمی نکات بیان کرنے کے لیے' یا بحث و تکرار کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔ مطالعہ قرآن کا نتیجہ اتباع قرآن کی شکل میں ظاہر ہونا چاہیے اور اس دعوت کو پھیلانے کی لگن بھی پیدا ہونا چاہیے جو قرآن اپنے قاری کے سپرد کرتا ہے۔

درس کی تیاری

اجتماعی درس کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات معاون ثابت ہوں گی:

۱۔ سب سے پہلے سامعین کی نوعیت اور استعداد کے متعلق صحیح اندازہ لگانا چاہیے۔ ان کا علم' ان کی فہم و فراست' ان کا درجہ ایمان' ان کے تفکرات اور پریشانیاں اور ان کی خواہشات و ضروریات کیا ہیں؟

۲۔ پھر سامعین کو سامنے رکھ کر موزوں آیات کا انتخاب کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے پاس چند آیات کی تیاری موجود ہے' بس اس کو پیش کر دیا' خواہ اس کا تعلق سامعین کے حالات اور تقاضوں سے ہو یا نہ ہو۔

۳۔ اسی طرح زبان' طرز بیان' اظہار بیان میں بھی سامعین کا لحاظ ضرور رکھنا چاہیے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کیجیے کہ وہ آپ کو توفیق بخشے کہ آپ قرآن کا صحیح مفہوم پاسکیں اور اسے سامعین کے سامنے بیان کر سکیں۔

۵۔ پہلے آیات کا مطالعہ کیجیے اور نوٹس تیار کیجیے۔ یہ سوچیے کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں' پورا مضمون کس ترتیب سے پیش کرنا چاہتے ہیں' آغاز کس طرح کریں گے اور اختتام کیسے ہو گا؟

۶۔ وقت کا پورا لحاظ رکھیے۔ معین وقت سے زیادہ ہرگز آگے نہ بڑھیے' خواہ آپ کے ذہن میں کتنے ہی قابل قدر نکات موجود ہوں اور آپ کو ان کو پیش کرنے کا شوق بھی ہو۔ آپ کے ذہن میں یہ بات رہنا چاہیے کہ سامعین کے یاد رکھنے کی صلاحیت محدود ہوتی ہے۔ وہ آپ کے علم و فضل کے مداح تو بن جائیں گے مگر آپ سے زیادہ سیکھیں گے نہیں۔

طویل حصے کو مختصر سے وقت میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے اور مختصر سے حصہ کو طویل وقت میں بھی۔ یہ سب اس بات پر منحصر ہے کہ آپ زیر درس آیات سے درحقیقت سامعین کو سنانا کیا چاہتے ہیں۔

۷۔ آخر میں درس کا پیغام واضح الفاظ میں سامعین کے سامنے پیش کر دیجیے تاکہ وہ ان کے ذہنوں میں محفوظ رہے' اور وہ اس پر غور کرتے رہیں۔ اس پیغام کا تعلق آیات زیر درس کے مرکزی مضمون سے ہونا چاہیے۔

درس دینے کا طریقہ

۱۔ درس دیتے ہوئے صرف دو مقاصد پیش نظر ہونے چاہییں:

(الف) اللہ کا کلام' اللہ کے بندوں کو سنانے سے صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔

(ب) قرآن کا پیغام واضح انداز میں اور مؤثر زبان میں پیش ہونا چاہیے۔

۲۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ قرآن کا پیغام آپ کی زبان سے سامعین کے دل و دماغ میں اتار دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ محتاجی کی اس نسبت سے آپ کی اپنی یہ ذمہ داری کم نہیں ہو جاتی کہ آپ کماحقہ تیاری کریں' اور بہترین طریقے سے درس دینے کی کوشش کریں۔ قرآن کے پیغام کو زندہ اور متحرک پیغام کے طور پر پیش کریں اور پیغام کا تعلق وقت کے حالات سے اور مسائل سے جوڑتے چلے جائیں تاکہ اس کی اہمیت واضح ہو۔

طرز ادا کی تاثیر کا انحصار اس پر نہیں ہے کہ آپ کا بیان فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار کا حامل ہو۔ سیدھے سادے انداز میں بیان کیجیے تو زیادہ مؤثر ہو گا۔ اصل اہمیت آپ کی نیت اور آپ کی تیاری کی ہے۔

۳۔ پہلے سامعین کے سامنے ساری آیات کی تلاوت کریں' پھر ترجمہ سنائیں' پھر تشریح و تفسیر بیان کریں۔ آیات کو دوبارہ پڑھ کر تشریح کریں یا نہ کریں' یا پہلے ایک مختصر تمہید بیان کر دیں' پھر ایک ایک

آیت کی تشریح کرتے جائیں--- جتنا وقت آپ کے پاس ہو، اسی کے پیش نظر آپ اپنے لیے کوئی طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر وقت مختصر ہو تو تمام آیات کا آغاز میں تلاوت کرنا بھی ضروری نہیں۔ یہ وقت سامعین کی توجہ مبذول کرانے اور ان کو تیار کرنے میں صرف کریں کہ کیا چیز ان کے سامنے پیش کی جانے والی ہے۔

۴۔ ایک ایک آیت لیں، یا چند آیات اکٹھی، جیسے چاہیں ترجمہ اور تشریح بیان کریں۔ اصل چیز یہ ہے کہ آپ کے بیان سے سامعین پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ یہ مربوط بیان ہے اور ایک آیت سے دوسری آیت کا مضمون پیدا ہو رہا ہے۔

۵۔ اختتام پر خلاصہ اور نتیجہ ضرور پیش کرنا چاہیے۔ اگر وقت باقی ہو تو تمام آیات کو دوبارہ پڑھ کر ان کا ترجمہ سنانا بھی مفید ہو سکتا ہے۔ اس طرح قرآن کی آیات کے ترجمے سے درس کا ربط سامعین کے ذہن میں مستحضر ہو جائے گا۔

۶۔ آپ اپنا بیان نہ پیش کریں، قرآن کی آیات خود بولیں۔ تفسیر کے بغیر بھی قرآن بڑی تاثیر رکھتا ہے، خاص طور پر اہل زبان کے لیے۔ بیچ بیچ میں ضرورت سے زیادہ اپنی آرا کو داخل کرنا دراصل قرآن کو بولنے سے روک دینے کے مترادف ہے۔ لمبی لمبی تشریحوں کا نقصان یہ ہے کہ سامع کا ذہن تشریح میں گم ہو جاتا ہے، اور آیات کے مطلب پر اس کی توجہ نہیں رہتی۔ اس لیے تشریح مختصر ہو۔ جہاں ضروری ہو جائے وہاں اگر بیان طویل ہو، تب بھی بار بار آیت دہرا کر اس سے ربط قائم رکھنا ضروری ہے۔ کوشش یہ کیجیے کہ قرآن اور سامعین کے اذہان کے درمیان فاصلہ نہ پیدا ہو۔

۷۔ قرآن کے نمونے اور انداز پر اپنا درس پیش کرنے کی کوشش کیجیے۔ کامیابی کا یہ سب سے بہتر طریقہ ہے۔ آغاز میں کچھ دشواری محسوس ہو گی مگر بتدریج راہ آسان ہو جائے گی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کو بار بار پڑھا جائے، اس کے حصے ازبر کیے جائیں اور اس کے اسلوب بیان کو جذب کیا جائے۔

قرآنی اسلوب کے درج ذیل حقائق آپ کو معلوم ہونے چاہییں:

(الف) یہ دل و دماغ، عقل اور جذبات یعنی کل انسان کو خطاب کرتا ہے۔

(ب) اس کا تخاطب شخصی ہے، بالراست ہے، مختصر ہے اور اس میں فکری انگیخت پائی جاتی ہے۔

(ج) اس کی زبان اور بیان بھی اتنا ہی زوردار ہے جتنا اس کا پیغام زوردار ہے۔ یہ سیدھا دل پر اثرانداز ہوتا ہے۔

(د) یہ ایسے دلائل دیتا ہے جو سامعین آسانی سے سمجھ سکیں۔ یہ دلائل روز مرہ کی زندگی اور مشاہدہ سے فراہم کیے جاتے ہیں۔ یہ زود فہم ہوتے ہیں۔ یہ تخیلی، تجریدی یا منطقی نہیں ہوتے۔

۸۔ تجریدی انداز نہ اختیار کیجیے' نہ فلسفہ بنا کر پیش کیجیے بلکہ قرآن کی دعوت کو زندہ و متحرک بنا کر پیش کیجیے۔ قرآن کا پیغام پہنچانے میں نظم اور کسی قدر تصورات کا استعمال بھی ضروری ہے۔ اس کے لیے عام فہم زبان استعمال کیجیے تاکہ ہر شخص سمجھ سکے۔

۹۔ عمل کی دعوت دینا' تجدید عہد کرانا' عزم نو پیدا کرنا' آپ کے درس کا لازمی حصہ ہونا چاہیے۔ تاریخ کا ذکر ہو یا مظاہر فطرت کا تذکرہ' کوئی امر و نہی ہو یا کوئی بیان اور مکالمہ ہو' ہر حال میں درس پیش قدمی کرنے' اطاعت کرنے اور عمل کرنے پر ابھارنے میں معاونت کرے۔

۱۰۔ قرآن سے اپنے نظریات نہ نکالیں' بلکہ اپنے نظریات قرآن کے تابع بنائیں۔

۱۱۔ بیان ایسا ہو کہ قرآن سامعین کے دل میں اتر جائے۔ قرآن کی قدروقیمت اور محبت دلوں میں پیدا ہو جائے۔ احسان مندی اور شکرگزاری کے جذبات دل میں موجزن ہوں۔ درس میں ان مقاصد کا حصول پیش نظر رہنا چاہیے۔

۱۲۔ سامعین کے ردعمل پر بھی توجہ دیتے رہنا چاہیے۔ ان کے ردعمل کی روشنی میں اپنی گفتگو کو مختصر یا ختم' یا کوئی نئی بات جس کی ضرورت ہو' جیسا حالات کا تقاضا ہو' وہ کرنا چاہیے۔

صاحب درس کو اپنا منفرد طریقہ کار' طرز بیان اور اسلوب بیان پیدا کرنا چاہیے۔

هدانا الله وایاکم لهذا القرآن الحکیم ونحن علی ذلك من الشهدین

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور آپ کو اس قرآن سے ہدایت دی ہے اور ہم اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہیں (انگریزی کتاب Way To the Qur'an کے ایک باب کا ترجمہ)۔

(ری پرنٹ دستیاب ہیں' منشورات' منصورہ' لاہور)

قرآن مجید انگریزی اور اردو ترجمہ (مجلد)

ہر ایک صرف -/100 روپے میں حاصل کر سکتے ہیں

☆ ترجمے لغت کے مطابق ☆ بغیر کمی بیشی الفاظ

☆ آسان بامحاورہ ترجمہ 632 صفحات

انگریزی ترجمہ انٹرنیٹ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ www.quranweb.com

انجمن اشاعت قرآن۔ 294 توسیع کیولری گراؤنڈ' لاہور کینٹ